www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید

حافظ ثناء اللہ زاھدی*
مُترجِم: قاری مصطفیٰ راسخ☆

علم روایت میں تقسیم آحاد وتواتر

گذشتہ شمارہ میں محمد آصف ہارون کے قلم سے 'تواتر کا مفہوم اور ثبوتِ قراءات کا ضابطہ' کے زیر عنوان ایک تحقیقی مقالہ شائع کیا گیا تھا۔ زیر نظر مضمون کو اسی اُصولی موضوع کا تسلسل شمار کرنا چاہئے، جس میں فاضل شخصیت، معروف عالم دین مولانا حافظ ثناء اللہ زاہدی حفظہ اللہ نے فن خبر میں 'تقسیم آحاد وتواتر' کا ایک تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ انہوں نے دلائل کے ساتھ بالتفصیل اس بات کو واضح کیا ہے کہ علم روایت میں کسی خبر کی تقویت کا اساسی معیار عددی اکثریت یا اقلیت نہیں، بلکہ راوی کا کردار (عدالت)، صلاحیت (ضبط) اور اتصالِ سند وغیرہ ہے۔ ہمیں ان کے مؤقف سے اس حد تک کامل اتفاق ہے کہ معتزلہ اور بعض متاخر اُصولیین کا، ان بنیادی شرعی معیارات سے قطع نظر، روایت کو افراد کی کثرت وقلت (تواتر وآحاد) کے معیارات پر پرکھنا سلف صالحین کے متفقہ تعامل سے انحراف کی بنا پر ایک واقعی بدعت ہے۔ لیکن علم وتحقیق کے میدان میں جس طرح ہر مؤقف سے کلی اتفاق ضروری نہیں، ہم بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت العلام کی یہ رائے کہ محدثین کے ہاں 'تقسیم آحاد وتواتر' خبر کی کوئی مسلمہ تقسیم نہیں، مناسب نہیں۔ اگر بعض لوگ روایات کی قبولیت ورد کا معیار عددی اکثریت یا اقلیت کو تسلیم کرتے ہیں تو ان کے ردّعمل میں سرے سے تقسیم آحاد وتواتر کا انکار کردینا گویا علمائے حدیث کی ایک ہزار سالہ متفقہ رائے سے چشم پوشی ہے، جس کے حوالے سے رُشد قراءات نمبر اوّل ودوم میں 'تعارف علم قراءات' نامی مضمون میں سوال نمبر ۱۸ تا ۲۲ میں اور جناب آصف ہارون کے محولہ بالا مضمون میں تفصیلاً بحث پیش کردی گئی ہے۔

اس اختلاف سے قطع نظر عمومی پہلو سے حضرت حافظ صاحب حفظہ اللہ کا یہ مؤقف کہ قبولِ روایت میں اساسی شے عددی قلت وکثرت نہیں بہرحال ایک مفید بحث ہے جس کی 'ضابطہ ثبوت قراءات' سے یک گونہ مناسبت کی وجہ سے رُشد قراءات نمبر سوم میں اسے ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔ [ادارہ]

خبر متواتر اور خبر واحد کی تقسیم سے متعلق یہاں چند انتہائی اہم امور پر متنبہ ہونا ضروری ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

① متواتر اپنی متعدد تعاریف، اَحکام، مختلف شرائط اور کتب اُصول وغیرہ میں مذکور وسیع اختلاف کے باوجود ایسی شئ ہے کہ اسے اصلاً اور ابتداءً مسلمانوں نے ایجاد اور وضع نہیں کیا اور نہ ہی یہ لفظ کلی یا جزئی طور پر اپنے اصطلاحی متعلقات کے ساتھ عہد نبوی ﷺ، عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اور عہد تابعین رحمہم اللہ میں متعارف تھا۔ بلکہ اس فکر (یعنی خبر متواتر اور خبر

* مدیر مرکز الإمام البخاری للتراث والتحقیق بالجامعة الإسلامیة ، صادق آباد
☆ فاضل کلیة القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورُکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحد کی فکر) کی بنیاد کتبِ فلاسفہ ہیں۔ عباسی خلیفہ عبداللہ بن ہارون الرشید المأمون (المتوفی: ۲۱۸ھ) نے بڑے اِہتمام سے ان کتب کے ترجمے کروائے جس کے نتیجے میں یہ فکر، اِسلامی اَبحاث اور دینی مقامات میں داخل ہوگئی۔ نیز اس کے حلقہ اَحباب میں شامل عیسائی اطباء اور فرقہ جھمیہ کے علماء وغیرہ نے اس میں اَہم کردار اَدا کیا۔

یہ کتب، فلسفہ کی چار اَنواع پر مشتمل تھیں:

① ریاضیات: یعنی انجینئرنگ، جغرافیہ، علم الأعداد اور علم موسیقی وغیرہ۔

② طبیعیات: یعنی نباتات، معدنیات، حیوانات، کائنات، جسم، صورت، زمان و مکان اور حرکت وغیرہ کا علم۔

③ الٰہیات: یعنی واجب الوجود، فرشتوں اور نفسیات وغیرہ کی بحث۔

④ منطقیات: اور یہ پانچ ہیں۔ شعر، خطب، جدل، برھان اور مغالطہ کی صنعت، فلاسفہ کے ہاں اس کو ضاعات خمسہ کہا جاتا ہے۔

اِن ضاعات خمسہ میں سے برہان (جس کو فلاسفہ قیاس برھانی کہتے ہیں) تیرہ (۱۳) مادوں پر قائم ہے۔ ان میں سے ایک متواترات کا مادہ ہے۔ جیسا کہ ابن سیناء کی شفاء المنطق [قسم البرھان: ۶۷] میں، الشمسیة فی المنطق مع شروحها [ص: ۳۰۷، ۳۰۸] میں، ایسا غوجی [ص: ۷۴] میں، المنطق للشیعي محمد رضا المظفر [ص: ۲۶۴] میں، محك النظر لابن حزم [ص: ۲۳۴] میں، مقاصد الفلاسفة للغزالي [ص: ۳۹] میں اور لقطة العجلان للزرکشي [ص: ۱۱۳] وغیرہ جیسی کتبِ فلسفہ و منطق میں تفصیلاً موجود ہے۔

② جب مسلمان اہل علم نے ان کتب سے یہ فکر لے لی اور اس کے ظاہری حسن و جمال سے متاثر ہوگئے تو بعض اہل علم نے اس کو، اخبار اور مرویات کو پرکھنے کے محدثین کے نظام تحقیق پر تطبیق دینے کی کوشش کی۔ اور اپنے گمان کے مطابق وہ محدثین کے نظام کو مضبوط اور اس کی بنیادوں کو پختہ کررہے تھے۔ جیسا کہ عام اَہل الرائے اور متکلمین اصولیوں نے کیا۔ جبکہ بعض بدعتی فرقوں نے اپنی بدعات و خرافات کو رواج دینے کے لیے متون اور اَسانید کی تحقیق و تدقیق پر مبنی محدثین کے منہج سے جان چھڑا کر اَخبار کو متواتر اور آحاد میں تقسیم کردیا اور کہا کہ جو کچھ محدثین روایت کرتے ہیں اس میں سے کچھ بھی متواتر نہیں ہے اور اخبار آحاد اس اَمر میں حجت نہیں ہیں۔

پھر مذکورہ دونوں مکاتب فکر، اپنی نیتوں کے اختلاف اور عقائد کے فرق کے باوجود، ان اُمور کی شرح اور تفاصیل بیان کرتے وقت علمی فتنے میں مبتلا ہوگئے جس میں قدیم فلاسفہ ہوئے تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے اَخبار کو ابتدائی طور پر متواتر اور آحاد میں تقسیم کردیا پھر ان دونوں کے درمیان ایک اَساسی فارق کے ساتھ تمیز کردی اور کہا:

پہلی قسم: (متواتر) میں تو کمیت و کیفیت کے اِعتبار سے مجہول عوامی کثرت سے قطعیت حاصل ہوجاتی ہے۔

دوسری قسم: (آحاد) میں ظن معلق رہتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے متواتر کی صحیح تعبیر اور یقین تک پہنچانے والی حقیقی شرائط اور اس اصطلاح اور اس کے تابع اَحکام کی معنویت کی تحقیق میں محکم ضوابط کی توضیح میں شدید اختلاف کیا ہے۔

اَکثر لوگوں نے اس مقصد کے لیے متواتر کی تعریف اُسی اَساس اور بنیاد پر کی ہے جو بنیاد اور اَساس کتب فلاسفہ نے مہیا کی تھی یعنی حصول قطعیت کے لیے صرف عوامی کثرت پر اعتماد کرنا۔ چنانچہ انہوں نے متواتر کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ما رواه قوم لا يحصىٰ عددهم ولا يتوهم تواطؤهم على الكذب."

''جس کو ایک لاتعداد قوم نے روایت کیا ہو اور ان کے جھوٹ پر اکٹھا ہونے کا گمان نہ ہو۔''

اِبتداءً اس اَساس پر یہ تعریف بڑی خوبصورت اور شاندار نظر آتی ہے اور عقل وفکر کو خوش کر دیتی ہے لیکن اگر تحقیق و تدقیق اور گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ اَساس فاسد اور انتہائی لغو محسوس ہوتی ہے، کیونکہ مکارم اخلاق، محاسن اَقدار اور اعلیٰ خصائل سے عاری فقط عددی اکثریت اغلب معاشروں میں، جہالت، گمراہی، رذالت و دناءت کا خلاصہ ہے۔ چنانچہ فقط عددی اکثریت کو احکام شرعی سے متعلق رِوایات واَخبار کے باب میں قطعیت و یقین کی علت بنانا درست اور مناسب نہیں ہے۔ نہ تو اللہ تعالیٰ اس فکر کو پسند کرتا ہے اور نہ ہی علماء میں سے صاحب عقل و بصیرت اس کی تائید کرتے ہیں۔ اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [یوسف:۲۱] ''مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔''

﴿وَلٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ﴾ [زخرف:۷۸] ''لیکن تم میں اکثر کو حق ناگوار گزرتا ہے۔''

﴿وَأَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ [آل عمران:۱۱۰] ''ان کے اکثر افراد نافرمان ہیں۔''

﴿وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ [المائدہ:۱۰۳] ''اوران میں سے اکثر بے عقل ہیں''

﴿وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ﴾ [الانعام:۱۱۱] ''لیکن ان میں سے اکثر جاہل ہیں۔''

﴿وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا﴾ [یونس:۳۶]

''حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ، محض قیاس اور گمان کے پیچھے چلے جارہے ہیں۔''

﴿أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ أَوْ يَعْقِلُوْنَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيْلًا﴾ [الفرقان:۴۴]

''کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔''

﴿وَأَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ﴾ [الشعراء:۲۲۳] ''اوران میں سے اکثر جھوٹے ہیں۔''

﴿وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ [الأنعام:۱۱۶]

''اے نبی ﷺ! اور اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے۔''

قرآن مجید میں اس معنی کی متعدد آیات مبارکہ موجود ہیں جو اس اَمر پر دلالت کرتی ہیں کہ محض عوامی کثرت جھوٹ، جہالت، فسق اور گمراہی کا مجموعہ ہے، ان سے یقینی حکایات اور قطعی اَخبار کا حصول مناسب نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُمور شریعت یا کسی اَمر کے ثبوت اور صدق کے لیے ایسے لوگوں کی روایت پر اعتماد کرنے کا اِنکار کیا ہے۔

◉ اہل علم میں سے اِمام الحرمین الجوینی رحمہ اللہ اپنی کتاب 'البرھان' [۵۷۲،۵۷۸/۱] میں لکھتے ہیں:

"ما من عدد تمسك به طائفة إلا ويمكن فرض تواطئهم على الكذب."

''کوئی بھی اَیسا عدد نہیں ہے جس پر ایک جماعت نے اعتماد کیا ہو، مگر اس کا جھوٹ پر اکٹھا ہونے کا اِمکان موجود رہتا ہے۔''

◉ امام رازی رحمہ اللہ اپنی کتاب 'المحصول' [۳۷۷/۴] میں فرماتے ہیں:

"الحق أن العدد الذي يفيد قولهم العلم غير معلوم، فإنه لا عدد يفرض إلا وهو غير

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستبعد في العقل صدور الكذب عنهم . "

''حق بات یہی ہے کہ علم کا فائدہ دینے والا عدد غیر معلوم ہے، کیونکہ کوئی بھی فرضی عدد ایسا نہیں ہے، مگر عقلاً ان سے جھوٹ کا صدور بعید نہیں ہے۔''

◉ امام سرخسی رحمہ اللہ 'الاصول' [۲۹۴/۱] میں فرماتے ہیں:

"لا يوجد حد من حيث العلم يثبت به علم اليقين . "

''عدد کی کوئی ایسی متعین حد نہیں پائی جاتی جس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہو۔''

◉ امام سبکی رحمہ اللہ 'رفع الحاجب' [۳۰۴/۲] میں فرماتے ہیں:

"ويختلف عدد التواتر باختلاف قرائن التعريف، وأحوال المخبرين، والاطلاع عليهما، وإدراك المستمعين، والوقائع . "

''تفصیلات، مستمعین کے ادراک، اطلاع خبر، مخبرین کے احوال اور تعریف کے قرائن مختلف ہونے کے سبب تواتر کا عدد بھی مختلف ہوتا ہے۔''

اَحناف میں سے امام بزدوی رحمہ اللہ، امام سرخسی رحمہ اللہ، امام حسامی رحمہ اللہ، امام اتقانی رحمہ اللہ اور امام خبازی رحمہ اللہ وغیرہ نے تواتر میں معتبر عددی کثرت کو عدالت، اسلام، تباین اماکن، آراء کے اختلاف اور اختلاف طبائع وغیرہ میں مقید کیا ہے۔ اگر ان کے نزدیک محض عوامی اکثریت متواتر میں قطعیت کی علت ہوتی تو وہ محض عددی اکثریت کو ان شروط واوصاف میں مقید نہ کرتے۔

③ حصول یقین کے لیے مذکورہ عوامی کثرت کو معتبر کہنے والوں نے اس پر اعتماد کرنے میں شدید اختلاف کیا ہے۔ان کا یہ اختلاف دو اعتبار سے ہے۔

❶ مقدار کے اِعتبار سے

حصول یقین کے لیے بعض نے کہا ہے کہ راویوں کی تعداد پانچ ہو، بعض نے سات، بعض نے دس، اسی طرح بعض نے بارہ، بیس، چالیس، ستر، تین سو، چودہ سو، پندرہ سو، سترہ سو، اور بعض نے کہا کہ اتنی تعداد ہو کہ پورا شہران سے بھر جائے یا بعض نے کہا اسے لاتعداد لوگوں نے نقل کیا ہو یا بعض نے کہا کہ پوری اُمت نے اسے روایت کیا ہو وغیرہ وغیرہ۔

مذکورہ اقوال ،كشف الأسرار لعلاء الدين البخاري [۲۵۷/۲]، البحر المحيط للزركشي [۲۳۲/۴]، الإيضاح للمازري [ص۴۲۶]، التمهيد لأبي الخطاب [۲۸/۳]، تحفة المسئول لابن موسىٰ [۳۲۴/۲] اور دیگر اُصول مصادر میں موجود ہیں۔

انہوں نے پانچ کے عدد سے لے کر پوری اُمت کو اس میں شامل کر دیا ہے اور یہ اجماع کا مسئلہ ہے تواتر کا نہیں۔ اِجماع سے کم شیٔ پران کا دل مطمئن نہیں ہوا۔

اس اِختلاف، اضطراب اور تشویش کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے ایک ایسی چیز (محض عوامی کثرت) کو قطعیت کی علت قرار دے دیا ہے جو درحقیقت قطعیت کی حقیقی علت نہیں ہے۔اس کے ظاہری جمال کو دیکھ کر ہر شخص یہی گمان کرتا ہے کہ یہ حقیقی فکر اور علت ہے حالانکہ یہ صرف وہم اور خیال ہے۔ ﴿كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَآءً حَتّٰى إِذَا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَآءَہٗ لَمۡ یَجِدۡہُ شَیۡئًا﴾ [النور:۳۹]

۲ اَوصاف کے اعتبار سے

بعض کہتے ہیں کہ یہ کثرت لاتعداد ہو اور ذاتی طور پر اس کا جھوٹ پر متفق ہونا ناممکن ہو۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ ذاتی طور پر کی بجائے اسلام، تقویٰ، عدالت، تباین اماکن، تفرق ھمم اور مختلف طبائع و آراء کی بناء پر جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو، اسی طرح دیگر قرائن موجبہ کی وجہ سے جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو، جن سے قطعیت اور یقین حاصل ہوتا ہے۔
جیسا کہ اِمام اتقانی رحمہ اللہ نے 'التبیین' [۵۸۲/۱] میں، بزدوی نے 'الاصول' [۶۵۸/۲] میں، خبازی نے 'المغني' [ص:۱۹۱] میں، سرخسی نے 'الأصول' [۲۸۲/۱] میں، حسامی نے 'المنتخب' [۴۱۷/۱] اور ابویعلی نے 'العدۃ' [۸۵۶/۳] میں نقل کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض عوامی کثرت جس پر فلاسفہ کے ہاں تواتر کا مدار ہے وہ اپنی اصلی طبیعت میں کسی قطعی یا یقینی شئ کی تحقیق کے لیے مناسب نہیں ہے، ورنہ یہ لوگ اس کی مقدار اور اَوصاف میں اتنا شدید اِختلاف نہ کرتے کہ اختلافی مسائل میں جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

۴ فلاسفہ کے تواتر کی معمولی فکر اور قطعی اُمور کی تحقیق میں اس کے غیر صالح ہونے کی وجہ سے متعدد متقدمین ومتاخرین نے عددی کثرت کا اعتبار کرنا ترک کر دیا۔ کیونکہ تنہا عددی کثرت سے قطعیت حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ اِمام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"غیر مستبعد فی العقل صدور الکذب عنهم"، ''ان سے جھوٹ کا صدور عقلاً بعید نہیں ہے۔''

چنانچہ انہوں نے اس کی تعریف میں فقط حصول قطعیت پر اعتماد کیا ہے کہ "ما أفاد القطع" جو قطعیت کا فائدہ دے' یا "ماحصل العلم عنده" ''جس سے علم حاصل ہو' یا "کل خبر أوجب العلم ضرورۃ" ''ہر وہ خبر جو علم ضروری کو واجب کر دے، وہ متواتر ہے۔''

ان تعریفات میں کلمہ 'ما' اور 'کل' عموم کے صیغے ہیں جو ہر اس عددی کثرت یا قلت کو شامل ہیں جو عدالت، ضبط، اِتقان، قرائن موجبہ یا سامع کے مزاج، صلاحیت اور اَحوال کے ساتھ قطعیت کا فائدہ دے۔ ان کے عموم کا تقاضا ہے کہ ہر وہ شئ جو کسی بھی وجہ سے یقین کا فائدہ دے وہ متواتر اصطلاحی ہے۔

لیکن عام اہل رائے، متکلمین اُصولیین اور اکثر مبتدعہ جیسے اَشاعرہ اور ماتریدیہ وغیرہ نے اپنی کتب اصول میں اس کی مذکورہ تعاریف کی ہیں جو اس کے اِمکان کی تحقیق اور اس کے فہم کو اذہان کے قریب کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن وہ اپنی فقہی اور عقائدی اَبحاث میں اس کی طرف توجہ نہیں کرتے بلکہ محض عدد کے سقیم نظریے کو ہی ملحوظ رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ اَحادیث پر تواتر اور آحاد کا حکم لگاتے وقت کثرت اور عدم کثرت کا لحاظ رکھتے ہیں۔ مگر ان اَحادیث میں ایسا حکم نہیں لگاتے جو ان کی خواہش، رائے اور بدعت کے موافق ہو۔ چنانچہ اس میں وہ کہتے ہیں کہ یہ متواتر ہے یا پھر متواتر کے حکم میں ہے۔ اَہل رائے اور مبتدعہ میں یہ معروف شئ ہے۔ ونعوذ باللہ من ذلك.

مگر جس شخص کی رگوں میں ارسطو کا فلسفہ خون کی طرح گردش کر رہا ہو اس کا معاملہ ان سے مختلف ہے وہ اس شکل میں ﴿یَتَجَرَّعُہٗ وَلَا یَکَادُ یُسِیۡغُہٗ﴾ [ابراهیم:۱۷] کا مصداق بن جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ جب اَخبار میں قطعیت کے حصول کے لیے عددی کثرت کے علاوہ دیگر اَسباب بھی موجود ہیں تو پھر محض عددی کثرت کے جنون میں مبتلا ہونے کی معقولیت سمجھ میں نہیں آتی۔ حقیقت حال یہ ہے کہ قطعیت کے دیگر کئی موجبات موجود ہیں۔

اگر تواتر سے صرف قطعیت مقصود ہے تو پھر تنہا عددی کثرت کے ساتھ اس کی تعریف کرنا درست نہیں ہے اور اگر اس کا مقصود اَخبار کی عددی تقسیم ہے تو پھر تواتر کی تحقیق کے لیے جمیع اَحوال میں، عدد کو قطعیت کے ساتھ معلق کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ کیونکہ بسا اَوقات مشہور، عزیز اور غریب سے بھی قطعیت حاصل ہوجاتی ہے۔ اس کی عددی تقسیم کے اعتبار سے اس کی ماہیت میں کوئی اضطراب اور محدثین کی اصطلاح میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ اور اگر تواتر کا مقصود کما و کیفا مجہول عددی کثرت اور قطعیت کو جمع کرنا ہے جو ان کا مقصود ہے تو اس جمع میں سب فساد ہی فساد ہے۔ کیونکہ مجہول کثرت جمیع اَحوال میں قطعیت کا فائدہ نہیں دیتی اور اگر اس سے قطعیت پیدا ہوبھی جائے تو اس کا کوئی ضابطہ نہیں بنایا جاسکتا۔

علمی مصطلحات کا تقاضا ہے کہ اس کی ماہیت، شروط اور نتائج معلوم و منضبط ہوں۔ ورنہ یہ مہملات ہوں گی جن سے نفیس حقائق اور شرعی مفاہیم اَخذ کرنا تو درکنار، ان سے علمی مصالح بھی اخذ نہیں کیے جاسکتے۔ مجہول عددی کثرت اور قطعیت کے درمیان فساد کی یہی وجہ ہے۔ متواتر کی تعبیر اور تعریف میں اختلاف اور اہل علم کی عبارات میں تنوع بھی اسی فساد اور مشکل سے نکلنے کی وجہ سے ہے جس کی طرف ہم نے اِشارہ کیا ہے اور یہ مسلسل قائم ہے۔ جن سے صرف دو وجوہ سے نکلا جاسکتا ہے۔

❶ یا تو یہ کہا جائے کہ جو بھی قطعیت کا فائدہ دے وہ متواتر ہے۔ خواہ کسی اعتبار سے بھی فائدہ دے، وہ اصطلاحاً متواتر ہے۔ اور عددی کثرت کے جنون سے نکلا جائے۔ جیسا کہ اِمام رازی رحمہ اللہ 'المعالم' [ص:۳۵] میں فرماتے ہیں:

''تواتر کی تین شروط ہیں:

① مخبر عنہ محسوس ہو ② مخبرین نے ایسی حالت پر خبر دی ہو جس حالت پر ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو اور جھوٹ کے اِمکان سے مانع یہ حالت کبھی تو مخبرین کی کثرت سے حاصل ہوتی ہے اور کبھی سارے قرائن کے حصول سے حاصل ہوتی ہے۔

یعنی اِمام رازی رحمہ اللہ نے (صرف کثرت رواۃ کی بجائے) تمام قرائن کے سبب، جھوٹ کے اِمکان سے مانع حالت کا اِعتبار کیا ہے اور اسے اِصطلاحاً تواتر کہا ہے۔ لیکن اس صورت میں یہ (متواتر) حجت لازمہ کی حیثیت سے خارج ہوجائے گا اور دیگر عوارض شخصیہ کی مانند ایک عارضہ باقی رہ جائے گا جو بعض معیّن اشخاص کو معین موجبات کے سبب پیش آتے ہیں جیسے خوشی، غمی، غصہ، کھانسی اور بخار وغیرہ۔ جس طرح ان عوارض کو دوسروں تک متعدی کرنے کا مکلّف نہیں بنایا جاسکتا، اسی طرح بعض اشخاص کو حاصل ہونے والی قطعیت کو دیگر پر لازم نہیں کیا جاسکتا۔

❷ یا یہ کہا جائے کہ متواتر وہ ہے جس کے رواۃ کی تعداد فلاں عدد سے کم نہ ہو، جیسا کہ محدثین کے ہاں مشہور، عزیز اور غریب کی تعریف میں کہا گیا ہے اور جمیع اَحوال میں اس (متواتر) کے ساتھ قطعیت کی تحقیق کے جنون سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹکارا پالیا جائے۔ اور یہی کہنا واجب ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کے ہاں جو متواتر کے رواۃ میں اسلام اور عدالت وغیرہ جیسی شروط لگاتے ہیں۔ ورنہ یا تو عدد غیر منضبط ہوگا جس سے تقسیم باطل ہوجائے گی یا قطعیت ثابت نہیں ہوگی جس سے تواتر، مشہور، عزیز اور غریب کی تفریق باطل ہوجائے گی اور تواتر شیطانی کھلونا بن جائے گا جسے بیمار دلوں والے اپنی بدعات وخرافات کی ترویج کے لیے استعمال کریں گے۔ اُنہوں نے اسے استعمال کیا، بلکہ مستقبل میں بھی کرتے رہیں گے۔

⑥ مصطلحات کو اِیجاد کرنے کا علمی طریقہ یہ ہے کہ اَسباب، شروط اور موجبات کے ذریعے، جن پر اصطلاح کی معنویت قائم ہوتی ہے، نتائج تک پہنچنے کی کوشش کرنا۔ جیسا کہ عدالت، ضبط، اِتصال سند اور عدم علّت وشذوذ کے ذریعے صحت حدیث تک پہنچا جاتا ہے اور ارکان، اصل، فرع اور علت کے ذریعے وجود قیاس تک پہنچا جاتا ہے۔ نہ کہ نتائج کے تحقق کے ذریعے اَسباب تک پہنچا جائے۔ کیونکہ شرائط اور موجبات، جن پر نتائج متحقق ہوتے ہیں، یہی اعتبار اور قیاس کے وقوع کے لیے مصطلحات کی تنسیق کرتے ہیں اور مصطلحات کو اَحکام و اِنضباط کی صنعت سے منضبط کرتے ہیں نہ کہ اثبات، تعریف اور تحقیق میں نتائج کے بعد شرائط وعلل بیان کی جائیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں صحت خبر کی وجہ سے عدالت، ضبط اور اتصال سند پر استدلال کرتا ہوں یا کہے کہ میں قیاس کے وجود کی وجہ سے اس کے ارکان پر استدلال کرتا ہوں تو ایسے آدمی کو اپنے دماغ میں موفّق علماء کی فکر کا حامل قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اسی طرح اس آدمی کی رائے میں بھی کوئی معقولیت نہیں ہے، جو کہتا ہے کہ متواتر، عدد کثیر اور قطعیت سے عبارت ہے۔ پھر کہتا ہے:

"بأننا بحصول العلم الضروري نستدل على كمال العدد، لا إنا نستدل بكمال العدد على حصول العلم."

''ہم علم ضروری کے حصول کے ساتھ، کمال عدد پر استدلال کرتے ہیں، نہ کہ کمال عدد کے ساتھ حصول علم پر اِستدلال کرتے ہیں۔''

جیسا کہ اِمام علاء الدین البخاری رحمہ اللہ نے کشف الأسرار [۶۵۸/۲] میں، امام جزری رحمہ اللہ نے 'جامع الأصول' [۱۲۲/۱] میں، امام سبکی رحمہ اللہ نے 'جمع الجوامع مع الغيث الهامع' [۴۸۳/۲] میں، امام الکاکی رحمہ اللہ نے 'جامع الأسرار' [۶۳۷/۳] میں، امام فناری رحمہ اللہ نے 'الفصول' [۲۱۵/۲] میں، امام الهمام رحمہ اللہ نے 'التحرير' [ص:۳۱۰] میں اور امام قاآنی رحمہ اللہ نے 'شرح المغني' [۲۷] میں نقل کیا ہے۔

کیونکہ اس سے عدم اِنضباط لازم آتا ہے اور جو شئ محکم اور عامۃ الناس کے ہاں معتبر اصولوں سے منضبط نہ ہو اسے شخصی فائدہ گردانا جاتا ہے، جو مختلف اَسباب اور مختلف اَوقات میں مختلف لوگوں کو پیش آتا ہے اور وہ حجیت تامہ کی صلاحیت سے محروم ہوجاتا ہے۔ لہٰذا وہ قاعدہ احتجاج اور اِستدلال میں لاکرشئ کی نفی یا اثبات کے وقت مدمقابل پر پیش کرنا مناسب نہیں ہوتا۔

⑦ خبر شرعی ہو یا غیر شرعی، اِنسان لامحالہ زیادہ سے زیادہ اسے سنتا اور سنانا چاہتا ہے۔ فکر صحیح، عقل سلیم اور منہج مستقیم کا تقاضا ہے کہ اللہ کی شریعت میں سے سچ اور جھوٹ کے موجبات اور اَسالیب کو تلاش کیا جائے۔ پھر تحقیق روایات اور تدقیق اَخبار کے لیے ان اصولوں پر اعتماد کیا جائے جن پر شریعت نے اعتماد کیا ہے۔ یہ غیر معقول اَمر ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ایسے اصولوں پر اعتماد کیا جائے جن پر شریعت نے اعتماد نہ کیا ہو اور اجتماعی یا شخصی اُمور زندگی میں ان کو ان اُمور کا پابند نہ کیا گیا ہو۔ جن اُمور کا شریعت نے اِعتبار کیا ہے وہ صداقت، عدالت، امانت اور ہر وہ شیٔ جو جھوٹ کی ضد ہو جیسی صفات کا راوی میں پایا جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنكُمْ﴾ [الطلاق:۲] ''اور تم اپنے میں سے دو عادل لوگوں کو گواہ بنالو''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ﴾ [المائدہ:۹۵] ''اور تم میں سے دو عادل آدمی اس کا فیصلہ کریں۔''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ [الحجرات:٦] ''اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کرلیا کرو۔''

اور اس معنی کی متعدد نصوص موجود ہیں۔اسی طرح شریعت نے ضبط، اتقان اور سنی ہوئی شیٔ کو یاد رکھنے جیسی صفات کا اعتبار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ﴾ [البقرہ:۲۸۲]

''اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا وَأَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا» . [المستخرج على المستدرك:١٣]

''اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا، اپنے پاس محفوظ کرلیا اور جیسا سنا تھا اسے آگے پہنچا دیا۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ» . [مسلم:۵]

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کردے۔''

اسی طرح شریعت نے فہم صحیح (غیر فاطیٔ) کے ساتھ سماع متصل کا اعتبار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ﴾ [الانفال:۲۱]

''اور تم ان لوگوں کے مانند نہ ہوجاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سنا حالانکہ وہ نہیں سنتے ہیں۔''

اسی طرح شریعت نے عدم شذوذ، عدم انحراف، عدم تفرد اور عدم تطرف کا بھی اعتبار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ [النساء:۱۱۵]

''اور جو شخص ہدایت واضح ہوجانے کے بعد رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے اور غیر سبیل المؤمنین کی پیروی کرتا ہے، ہم اُسے اسی طرف ہی پھیر دیتے ہیں جس طرف وہ پھر جاتا ہے اور ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے جو بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔''

اِتنی احتیاط کے باوجود اَخبار کو لاحق خفیہ علتوں کی تحقیق و تدقیق کا حکم دیا گیا ہے، جن کو صرف خواص ہی جانتے ہیں، عامۃ الناس نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [الاسراء:۳۶] ''اور اس چیز کے پیچھے مت چل جس کا تجھے علم نہیں ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِن جَآءَكُمۡ فَاسِقُۢ بِنَبَإٖ فَتَبَيَّنُوٓاْ﴾ [الحجرات:٦] ''اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کرلیا کرو۔''
یعنی فاسق آدمی کی خبر کی تحقیق وتدقیق کا حکم دیا گیا ہے جو اس کی ظاہری صحت سے مانع نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ أُفْتِيَ بِفُتْيَا مِنْ غَيْرِ ثَبْتٍ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلٰى مَنْ أَفْتَاهُ» [دارمی:١٦١]
''جس شخص نے بغیر ثبوت کے فتوی دیا اس کا گناہ فتوی دینے والے پر ہے۔''

یہ ہے اَخبار و رِوایات کی تحقیق وتدقیق کا ربانی منہج، جس پر محدثین کرام چلتے رہے اور اُمت نے اس روشن منہج پر اعتماد کیا۔ یہی وہ کامل منہج ہے جو حق کی باطل سے، مقبول کی مردود سے اور صحیح کی ضعیف سے تمیز کردیتا ہے۔

لیکن فلاسفہ کا تواتر جو مجہول عوامی کثرت پر قائم ہے وہ متضاد افکار اور تشویشناک تصورات کا مجموعہ ہے۔ اخبار و روایات اور شہادات کی تحقیق و تدقیق میں شریعت نے اس پر اعتماد نہیں کیا۔ عبادات و معاملات جیسی بندوں کی ضروریات کو اس پر معلق نہیں کیا۔ اللہ کی شریعت کے اصول میں یہ مہجورہ، مرفوضہ اور ملغی (تواتر) ہے۔

⑧ متواتر کی ماہیت کو بیان کرنے کے لیے اصولیوں کی ذکر کردہ تعاریف کا خلاصہ یہ ہے کہ متواتر صدق محض ہے یا متواتر صدق ہی ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ عقیدہ رکھنا انتہائی فاسد ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک متواتر وہ ہے جس کو کثیر اَفراد نقل کریں اگر تو ان کثیر اَفراد کا جھوٹ پر اکٹھا ہونا محال ہو تو وہ متواتر صدق ہے اور اگر ان کا جھوٹ پر اکٹھا ہونا ممکن ہو تو وہ متواتر نوعیت اور اِمکان کی کمیت کے اعتبار سے خطا اور غلط ہے اور اگر اس کے ساتھ جھوٹ کے قرائن بھی شامل ہوجائیں تو وہ تواتر کذب ہے۔

جیسا کہ مشہور میں صدق و کذب دونوں کا احتمال ہوتا ہے اور خبر واحد کبھی صادق اور کبھی کاذب ہوتی ہے۔ اسی طرح متواتر بھی صادق و کاذب ہوتا ہے، کیونکہ تواتر، شہرت اور احادیث سب کے سب خبر کے انتشار اور پھیلاؤ کے ذرائع ہیں۔ جس طرح سچ ان ذرائع سے پھیلتا ہے اسی طرح وہم، خطا اور جھوٹ بھی ان ذرائع سے پھیلتا ہے۔

جس طرح تواتر صدق (اپنی کثیر تعداد کے باوجود) جھوٹ پر اکٹھا ہونے کے عدم امکان کا محتاج ہے۔ اِسی طرح تواتر کذب وخطا، جھوٹ اور خطاء پر اکٹھا ہونے کے اِمکان کا محتاج ہے۔

◉ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ 'شرح نخبة الفكر' [ص:١٠] میں متواتر کی ماہیت کے تحقق کے لئے چار شرائط نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”وقد يقال: إن الشروط الأربعة إذا حصلت استلزمت حصول العلم، وهو كذلك في الغالب، وقد يتخلف عن البعض لمانع“
''بسا اَوقات کہا جاتا ہے کہ جب مذکورہ چاروں شروط پائی جائیں تو علم حاصل ہوجاتا ہے۔ غالباً ایسا ہی ہوتا ہے لیکن بسا اَوقات کسی مانع کی وجہ سے حصول علم پیچھے رہ جاتا ہے۔''

◉ امام ابن حجر رحمہ اللہ کے قول: ''وهو كذلك في الغالب'' ''غالباً ایسا ہی ہوتا ہے۔'' سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جمیع شروط پائے جانے کے باوجود ضروری نہیں ہے کہ متواتر جمیع احوال میں جمیع لوگوں کے لیے علم قطعی کا فائدہ دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⦿ امام أجهوری 'شرح نخبة' [ورقہ:۱۵] میں الکمال سے نقلاً فرماتے ہیں:

"المتواتر قد لا يفيد العلم، لكون العلم الذي يحصل به حاصل عند السامع، أو لكونه عالما بنقيضه لامتناع اجتماع النقيضين"

''متواتر بسااَوقات علم کا فائدہ نہیں دیتا، کیونکہ کبھی کبھار متواتر سے حاصل ہونے والا علم سامع کو پہلے سے ہی معلوم ہوتا ہے یا سامع اس علم کی نقیض کو جانتا ہوتا ہے۔''

یہ قول اِس اَمر پر دلالت کرتا ہے کہ متواتر کبھی کبھی اپنی نقیض سے متصادم ہوتا ہے اور جو چیز اپنی نقیض سے مناقض ہو وہ صدق وکذب کے باب میں داخل ہوتی ہے اور صدق محض کے دائرہ سے خارج ہوجاتی ہے۔

⦿ أبويعلى الحنبلي 'العدة' [۸۴۵/۳] میں فرماتے ہیں:

"والعلم الواقع بالأخبار المتواترة ليس من شرطه أن يجمع الناس كلهم على التصديق به."

''اَخبارِ متواترہ کے ساتھ واقع ہونے والے علم کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ اس کی تصدیق پر تمام لوگ جمع ہوجائیں۔''

آل ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے 'المسودة' [۴۶۸/۱] میں بھی ایسا ہی کہا ہے۔

امام قرافی رحمہ اللہ نے 'التنقيح' [ص:۳۵] میں، اور ابوعلی الشوشاوی نے 'رفع النقاب' [۳۲/۵] میں ذکر کیا ہے:

"ونحن لا ندعي حصول العلم أي بالمتواتر في جميع الصور، بل ادعينا أنه قد يحصل، وذلك لا ينافي عدم حصوله في كثير من الصور."

''ہم جمیع صورتوں میں (متواتر سے) حصول علم کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ بسااوقات متواتر سے علم حاصل ہوجاتا ہے اور یہ قول کثیر صورتوں میں علم کے عدم حصول کے منافی نہیں ہے۔''

اسی طرح اِمام عینی رحمہ اللہ نے 'العمدة' [۳۰۷/۲۰] میں فاطمہ بنت قیس کی حدیث کا حکم لگاتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ حدیث متعدد صحیح متواتر وجوہ سے مروی ہے، لیکن اس کے باوجود اکثر حنفی اُصولیوں نے اس کو منکر کہا ہے اور کتب فقہ میں ایسی متعدد اَمثلہ موجود ہیں۔

کائنات میں سینکڑوں ایسے جھوٹ اور شیطانی عقائد ہیں جو تواتر کے ساتھ پھیل رہے ہیں، جنہیں کروڑوں لوگوں نے اپنایا ہوا ہے اور وہ ان کے صدق اور صحت پر یقین راسخ رکھتے ہیں جیسے یہود ونصاریٰ اور ہندوؤں کے عقائد وغیرہ۔

لہٰذا اصولیوں کا اس اَمر پر اِصرار کرنا کہ جھوٹ، وہم اور خطا متواتر نہیں ہوتے یا یہ کہنا کہ متواتر صدقِ محض ہوتا ہے غلط اور فاسد ہے۔

حق بات یہی ہے کہ اَخبار میں صدق وکذب ایسی چیز ہے جو کثرت محضہ کے علاوہ کسی دوسری چیز پر موقوف ہے۔ کثرت تو ایک اَمر اضافی ہے وہ جس طرح سچ کے ساتھ جمع ہوجاتا ہے اسی طرح جھوٹ کے ساتھ بھی جمع ہوجاتا ہے۔ لہٰذا محقق پر واجب ہے کہ وہ موجبات صدق وکذب کو دقت نظر سے دیکھے اور احتیاط سے حکم لگائے۔ شرع نے اس کے لیے اسلام، عدالت، اَمانت اور تقویٰ وغیرہ جیسی صفات کا اعتبار کیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ صفات کے بغیر انسان کی کوئی قیمت نہیں ہے، جیسا کہ محدثین کا مذہب ہے۔ جنہوں نے احادیث رسول کی حفاظت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

⑨ متعدد اُصولیوں نے متواتر کی تعریف "أن المتواتر ما أفاد العلم" کی ہے۔ یعنی متواتر وہ ہے جو علم کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ دے۔ پھر وہ اس کی تقسیم کرنے بیٹھ گئے کہ اخبار متواترہ میں سے بعض بنفسہٖ قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں اور بعض دیگر قرائن کے ساتھ مل کر قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں۔

اور یہ جملہ بھی...... اللہ اعلم...... جلد بازی، تغافل اور سوءِ تفکیر کا نتیجہ ہے، کیونکہ ان کے نزدیک محض عدد بنفسہٖ یا دیگر قرائن کے ساتھ مل کر قطعیت کو لازم نہیں ہے، جیسا کہ ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، بلکہ قطعیت کے حصول کے لیے عدد، موجبات قطعیت کا محتاج ہے اور وہ موجبات یا تو مخبرین (رواۃ) ہیں جن میں اسلام، عدالت، تقوی، اختلاف اماکن، اَھواء اور اَقوال وغیرہ جیسی صفات پائی جاتی ہوں یا وہ اخبار کے مواد کی طبیعت ہے یعنی وہ چیز مشاہدہ، محسوسہ یا اعیان کی جنس سے تعلق رکھتی ہو۔ جیسے مکہ، بغداد، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ یا وہ ایسے حوادثات سے متعلقہ ہو جن کا حس یا مشاہدہ سے کوئی تعلق نہ ہو۔

یا وہ موجبات خبر کا مزاج ہے کہ اُسے قبول کرنا آسان ہے یا مشکل ہے۔

یا وہ سامع کا فہم ہے کہ وہ ذہین وفطین ہے یا غبی اور کند ذہن ہے۔

عدد قلیل ہو یا کثیر، سامع کو قطعیت کا فائدہ دینے کے لیے مذکورہ موجبات کا محتاج ہے۔ اس اِعتبار سے عدد کی چار معروف متداول صورتیں ہیں۔

① عدد کثیر ہو لیکن مجہول القدر ہو اور اس کے ساتھ موجباتِ قطعیت بھی موجود ہوں، اس کو وہ متواتر کہتے ہیں۔

② عدد قلیل ہو لیکن مجہول القدر ہو اور اس کے ساتھ موجبات قطعیت بھی موجود ہوں، اس کو وہ خبر واحد المحتف بالقرائن کہتے ہیں۔

③ عدد قلیل ہو لیکن مجہول القدر ہو اور اس کے ساتھ موجبات قطعیت نہ ہوں۔

④ عدد کثیر ہو لیکن مجہول القدر ہو اور اس کے ساتھ موجبات قطعیت نہ ہوں۔ آخری دونوں صورتوں کو وہ مطلقاً خبر واحد کہتے ہیں۔

یہ ہے اس قضیہ کی حقیقت، اگر تقسیم میں اَساسی اعتبار موجبات قطعیت کا ہے تو پھر اَخبار میں تفریق کے تکلفات کا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ ایک خبر بنفسہٖ قطعیت کا فائدہ دیتی ہے اور ایک خبر بغیرہٖ قطعیت کا فائدہ دیتی ہے یا یہ تقسیم کرنا کہ ایک خبر علم ضروری جبکہ دوسری خبر علم نظری کا فائدہ دیتی ہے۔ کیونکہ قطعیت کے موجبات و قرائن، جو متواتر میں پائے جاتے ہیں بعینہٖ وہی خبر واحد المحتف بالقرائن میں پائے جاتے ہیں۔ اس حیثیت سے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ان دونوں کے درمیان تفریق...... واللہ أعلم...... یا تو خیال صفراوی ہے یا وہم سوداوی ہے یا پھر یونانی مسیحی فلسفہ کے سامنے عقلی وفکری مرعوبیت کا نتیجہ ہے۔ 'العیاذ باللہ' کہ انہوں نے بھی انہی کی تقسیم کو اپنے اُوپر واجب کر لیا ہے اور اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اور اگر اَساسی اعتبار قلت و کثرت عدد کا ہو تو پھر عدد کی کثرت وقلت کو مخصوص عدد کے ساتھ منضبط ہونا چاہیے، جو اس تقسیم کے لیے مناسب ہو ورنہ تقسیم ٹوٹ جائے گی، اَقسام فاسد ہو جائیں گی اور عدد کا اعتبار باطل ہو جائے گا اور معاملہ توضیح وتفصیل سے ہٹ کر تعمیم اور تجہیل کی طرف لوٹ جائے گا۔

⑩ اس اصطلاح میں پایا جانا والا اِضطراب، تناقض اِبہام اور عدم اِنضباط ایک خطرناک معاملہ ہے۔ جس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی اَقدار کو بنیادوں سے لے کر چوٹی تک فاسد کر دیا ہے۔ لہٰذا فلاسفہ کی اس اصطلاح تواتر کی دو وجوہ سے اصلاح کرنا ضروری ہے:

❶ اَخبار کو قطعیت و یقین کا لحاظ کیے بغیر فقط عددی اعتبار سے تقسیم کیا جائے۔ جیسا کہ محدثین کرام رحمہم اللہ نے مشہور، عزیز اور غریب کی تقسیم کی ہے یعنی اگر عدد تین سے کم نہ ہو تو مشہور، اگر دو سے کم نہ ہو تو عزیز اور اگر دو سے کم ہو تو غریب۔ ان تینوں اَقسام پر چوتھی قسم (متواتر) زیادہ کر لی جائے کہ اگر عدد چار سے کم نہ ہو تو وہ متواتر ہے۔ اس سے اخبار کی تقسیم منضبط ہو جائے گی اور اَقسام ایک دوسرے سے ممتاز ہو جائیں گی۔

باقی رہا قطعیت و یقین کا معاملہ تو وہ مذکورہ تقسیم کے اعتبار سے ایک اَمر اضافی ہے، کیونکہ اس کے متعدد دیگر موجبات ہیں۔ جن کے تحقق سے یقین متحقق ہوتا ہے اور ان کے عدم سے یقین منعدم ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے مجرد عدد اور قطعیت کے درمیان لازم وملزوم کا کوئی رابطہ نہیں ہے۔

❷ اَخبار کو عدد کا لحاظ کیے بغیر فقط قطعیت وظنیت کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے۔ جیسا کہ معظم اَہل علم کا مذہب ہے۔ ان کے نزدیک ہر وہ چیز جو کسی بھی اِعتبار سے قطعیت کا فائدہ دے وہ متواتر ہے اور جو قطعیت کا فائدہ نہ دے وہ متواتر نہیں ہے۔

عدد مجہول اور قطعیت کو جمع کرنا یا مجہول عددی کثرت سے یقین وقطعیت کو پیدا کرنے کی کوشش کرنا، پھر مولود (پیدا کردہ قطعیت) اور والدہ (مجہول عددی کثرت) دونوں کو متواتر یا تواتر کا نام دینا ایک فعل عبث ہے۔ اس طریقہ سے کوئی عدد منضبط نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے قطعیت حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ حقیقت کی بجائے فتنہ کے زیادہ قریب ہے۔

نوٹ

یہ تحریر نور الانوار فی شرح المنار از ملا جیون پر محترم حافظ ثناء اللہ زاہدی حفظہ اللہ کی تحقیق انیق 'تحقیق وتعلیق علی نور الانوار' جلد۳ صفحہ ۲۰۱-۲۱۵ کا ترجمہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ